روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | ہفتہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ، ۱۳ شہادت ۱۳۷۰ ہش، ۱۳ اپریل ۱۹۹۱ء | نمبر ۸۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان کا ایک بابرکت معمول

"قادیان میں یہ بات رائج تھی کہ روزہ شروع ہونے سے پہلے بچوں کو عین اس وقت نہیں اٹھاتے تھے کہ صرف کھانے کا وقت رہ جائے بلکہ لازماً اتنی دیر پہلے اٹھاتے تھے کہ بچہ کم سے کم دو چار نوافل پڑھ لے۔ چنانچہ مائیں بچوں کو کھانا نہیں دیتی تھیں جب تک پہلے وہ نفل پڑھنے سے فارغ نہ ہو جائیں۔ سب سے پہلے اٹھا کر وضو کرواتی تھیں اور پھر اُن کو نوافل پڑھاتی تھیں تاکہ اُن کو پتہ لگے کہ روزہ کا اصل مقصد روحانیت حاصل کرنا ہے۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"مَیں پھر بیان کرتا ہوں اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رحم دو قسم کا ہوتا ہے۔ اوّل رحمانیّت اور دوسرا رحیمیّت کے نام سے موسُوم ہے۔ رحمانیّت تو ایسا فیضان ہے کہ جو ہمارے وجود اور ہستی سے بھی پہلے شروع ہؤا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے ہمارے وجود سے پیشتر ہی زمین و آسمان، چاند و سُورج اور دیگر اشیاء ارضی و سماوی پیدا کی ہیں، جو سب کی سب ہمارے کام آنے والی ہیں اور کام آتی ہیں۔ دوسرے حیوانات بھی ان سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ مگر وہ جبکہ بجائے خود انسان ہی کے لئے مفید ہیں اور انسان ہی کے کام آتے ہیں۔ تو گویا مجموعی طور پر انسان ہی اُن سب سے فائدہ اُٹھانے والا ٹھہرا۔ دیکھو جسمانی امُور میں کیسی اعلیٰ درجہ کی غذائیں کھاتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا گوشت انسان کے لئے ہے۔ ٹکڑے اور ہڈیاں کتّوں کے واسطے۔ جسمانی طور پر تو کسی حد تک حیوان بھی شریک ہیں، مگر رُوحانی لذّات میں جانور شریک نہیں ہیں۔ پس یہ دو قسم کی رحمتیں ہیں۔ ایک وہ جو ہمارے وجود سے پہلے ہی عطا ہوئی ہیں اور دوسری وہ جو رحیمیّت کی شان کے نمونے ہیں اور وُہ دعا کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور ان میں ایک فعل کی ضرورت ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۲۷)

وقفِ جدید میں پہلے سے بڑھکر حصّہ لیں

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعتوں کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"یہ تحریک اللہ نے چاہا تو ایک لمبی چلنے والی تحریک ہے اور بہت ہی نتیجہ خیز ثابت ہوگی۔۔۔۔ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ جماعتیں جو اس تحریک کے فوائد سے غافل رہنے کی وجہ سے اس میں ہلکا سا حصّہ لیتی رہی ہیں۔ اب اس تحریک میں پہلے سے بڑھ کر حصّہ لیں گی۔"

درخواست دعا

مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب سابق مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ حال مقیم نیو جرسی امریکہ کا حال ہی میں اپریشن ہوا ہے۔ احباب کی خدمت میں ان کی جلد کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

امن اور اصلاح کے زمانہ میں شرارت اور فساد کرنیوالا سزا کا مستحق ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"عرب کے لوگ ہر ایک جُرم کا ارتکاب کر لیتے تھے لیکن مکہ معظمہ کی تعظیم ان کے رگ و ریشہ میں بسی ہوئی تھی یہاں تک کہ جن ایام میں مکہ معظمہ میں آمد و رفت ہوتی تھی۔ ذیقعد، ذی الحج اور رجب میں وہ اگر اپنے باپ کے قاتل پر بھی موقع پاتے تھے تو اس کو بھی قتل نہیں کرتے تھے۔ تم جانتے ہو کہ جب شکاری آدمی کے سامنے شکار آجاتا ہے تو اس کے ہوش و ہواس اُڑ جاتے ہیں لیکن عرب میں حدودِ حرم کے اندر شکار آجاتا تھا تو اس کو نہیں چھیڑتے تھے۔ پھر دس راتیں حج کے دنوں کی بڑے چین و امن کا زمانہ ہوتا تھا۔ ان دنوں میں بد معاش لوگ بھی فساد اور شرارتیں نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو یاد دلاتا ہے کہ ان امن کے دنوں میں تم اپنے باپ اور بھائی کے قاتل کو بھی باوجود قابو یافتہ ہونے کے قتل نہیں کرتے تھے۔ تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو کہ اب تم لوگ اللہ کے رسول کی مخالفت کو ان دنوں میں بھی نہیں چھوڑتے۔ اور کیا تم کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جو رسول جو عرب سے باہر آئے ہیں۔ مثلاً مصر کے ملک میں فرعون تھا۔ اس کے پاس رسول آیا یعنی فرعون کو سزا دی۔ جو خدا کے رسول موسیٰ کے مقابلے میں تھا۔ پھر ہم نے عاد اور ثمود کی اقوام کو سزائیں دیں جو ہمارے رسول کے مقابل کھڑی ہوئیں۔

اور تم تو مکہ میں اور پھر حج کے دنوں میں بھی شرارت کرتے ہو اور نہیں رُکتے تو تم ہی انصاف سے کہو کہ آیا تم سب سے زیادہ سزا کے مستحق ہو کہ نہیں۔ نیکی ہو یا بدی بلحاظ زمان و مکان کے اس میں فرق آجاتا ہے۔

ایک شخص کا گرمی کے موسم میں کسی کو جنگل ریگستان میں ایک گلاس پانی کا دینا جب کہ وہ شدّتِ پیاس سے دم بلب ہو چکا ہو۔ ایک شان رکھتا ہے مگر بارش کے دنوں میں دریا کے کنارہ پر کسی کو پانی کا ایک گلاس دینا وہ شان نہیں رکھتا۔ یہ بات مَیں نے تم کو کیوں کہی۔ مَیں تم کو سمجھانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ یاد رکھو جو امن اور اصلاح کے زمانے میں فساد اور شرارت کرتا ہے وہ سزا کا بہت ہی بڑا مستحق ہے۔

میرا یہ اعتقاد ہے جہاں کوئی پاک تعلیم لاتا ہے جہاں لوگ سفر کر کے جاتے ہیں وہاں مکانوں کی تنگی، کھانا سادہ ملتا ہے یا نہیں ملتا۔ ایسی مصیبتیں اٹھا کر جو لوگ یہاں آئے اور وہ دن رات قرآن سیکھتے ہیں یہاں اگر کوئی فساد کرے تو وہ اصلاح کا کیسا خطرناک دشمن ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶۔ دسمبر ۱۹۱۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳- شہادت ۱۳۷۰ ہش ۱۳۔ اپریل ۱۹۹۱ء

لڑکیوں کی تعلیم

لوگ تعلیم تو پہلے بھی حاصل کرتے تھے اور اب بھی حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ اب پہلے سے بہت زیادہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یعنی تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہے اور تعلیم کا معیار بھی زیادہ ہے۔ یہاں معیار سے ہماری مراد یہ ہے کہ لوگ ایم اے پی ایچ ڈی کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہر طرف سے آوازیں آ رہی ہیں کہ تعلیم کا "معیار" گر رہا ہے۔ معیار کی گراوٹ کو دو پہلوؤں سے دیکھا جا رہا ہے۔ ایک تو یہ کہ علم کا مغز نہیں بلکہ چھلکا حاصل کیا جا رہا ہے۔ کسی نہ کسی طرح امتحان پاس کر لینے کی طرف توجہ بڑھ گئی ہے۔ جو کچھ بی اے یا ایم اے کو پڑھایا جانا مقصود ہے۔ وہ حاصل نہیں کیا جاتا بلکہ خلاصوں وغیرہ کے ذریعہ اس کے ایک مختصر سے حصّہ پر عبور حاصل کر کے امتحان پاس کر لئے جاتے ہیں۔ اور معیار کی دوسری قسم کی گراوٹ جس کا ذکر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ علم کے ذریعہ جو تربیت حاصل ہونی چاہیئے اس سے طلباء عاری ہیں۔ عورتوں کے پرس لکھے پڑھے نوجوان چھینتے ہیں۔ گاڑیاں اور سکوٹر لکھے پڑھے نوجوان ہتھیا لے جاتے ہیں۔ ڈاکے ڈالنے والوں کی بھی خاصی تعداد لکھی پڑھی ہے۔ گویا کہ تعلیم کو جو اخلاقیات کا سبق دینا چاہیئے تھا اس سے طالبعلم عاری ہے۔

اس کا سدِّ باب ضروری ہے۔

لیکن ہم نے اس موضوع پر آج اس لئے قلم اٹھایا ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا جو فرق ہے اس کی بات کی جائے۔ اگرچہ آج لڑکیاں بھی وہی تعلیم حاصل کر رہی ہیں جو لڑکے حاصل کر رہے ہیں لیکن چونکہ تعلیم کا اصل مقصد اخلاقیات کی تعمیر استوار کرنا ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ لڑکیاں بے شک نوکریوں کیلئے بھی تعلیم حاصل کریں لیکن آئندہ نسلوں کی تعمیری تربیت کی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے۔ ان پر یہ بات زیادہ واجب ہوتی ہے کہ تعلیم کو صرف تعلیم کیلئے نہیں بلکہ اخلاقیات کے لئے حاصل کریں تاکہ وہ آئندہ نسلوں کی صحیح رنگ میں تربیت کر سکیں۔ اگر وہ ایسا کر سکیں تو وہ یقیناً صحیح رنگ میں زیورِ تعلیم سے آراستہ ہونگی۔ اور یہی وہ تعلیم ہے جس کے حصول سے ان کے والدین (اور وہ خود بھی) جنّت کے حقدار بنتے ہیں۔

بندگی ہے اساس جینے کی
یہ نہ ہو تو حیات کیا معنی
رات دن ان کی یاد میں کاٹیں
ورنہ دن اور رات کیا معنی

——— ابوالاقبال

○

اِذنِ کلام دے، کہ زباں بیقرار ہے
میرے لئے خموشئ لب وجہِ عار ہے

جو کچھ سُنا ہے تجھ سے، سُناؤں گا خَلق کو
تیری ہر ایک بات پہ عالم نثار ہے

تیری تجلّیوں کے جلو میں ہے پُربہار
ورنہ ہر ایک پھُول کے دامن میں خار ہے

برسا جو مینہ غریب کا گھر بھی ٹپک پڑا
آٹا بھی مفلسی میں بڑا "آب" دار ہے

محفل کے شور و شر میں بھی رونق نہیں رہی
بے رونقی ہی اب تو ہمارا وقار ہے

نیّت خراب ہو تو فسادات امن ہیں
لب پر سکوں کی بات، عمل انتشار ہے

توپ و تفنگ بھی نہ کسی کام آ سکے
ظلم و ستم ہے گر تو دعا کا شکار ہے

دو ہاتھ اُنکے ہاتھ میں، آنکھوں کو مُوند کر
کہہ دو یقیں سے، اُن پہ ہمیں اعتبار ہے

منزل کی سمت چلیئے گا عزم و دعا کے ساتھ
یُوں ہو تو اپنی راہ بڑی استوار ہے

دیوار گر رہی ہے کسی کے مکان کی
اچھا ہُوا نسیمؔ غریب الدیار ہے

نسیمؔ سیفی

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"ہم کیوں کر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔ اس کا اُس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلیم الاسلام کالج کے کانووکیشن سے

محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر کا خطاب

(منعقدہ ——— ۱۹۶۸ء)

تعلیم الاسلام ربوہ کے کانووکیشن منعقدہ ۱۹۶۸ء کے موقعہ پر حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے کانووکیشن ایڈریس پڑھا۔ آپ نے فرمایا۔

ایہا الاحباب اس مبارک تقریب میں طلباء سے خطاب کرنے کے لئے تعلیم الاسلام کالج کی منتظمہ نے اس ناچیز کو جو اعزاز بخشا ہے۔ اس کے لئے خاکسار تہ دل سے شکر گزار ہے جو منتظمین اپنے عزم و ہمت سے ربوہ کے بیابان میں ایک اعلیٰ درجے کا کالج تعمیر کر سکتے ہیں اور اسے مثالی طریق پر چلا سکتے ہیں۔ ان کی کرم فرمائی سے یہ کرامت بھی مستبعد نہیں کہ ایک ذرہ بے مقدار سے یہ خوشگوار کام لے سکیں۔

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

اس موقعہ پر خاکسار رسماً اور تکلفاً نہیں بلکہ خلوص اور درد مندی کے ساتھ چند ایسی باتیں بیان کرنا چاہتا ہے۔ جو میرے نزدیک کالج کے طلباء کے لئے اور نیز فارغ التحصیل دوستوں کے لئے مفید ہو سکتی ہیں۔

ہر ایک درسگاہ کے ساتھ کچھ روایات اور اغراض وابستہ ہوتی ہیں جو اس کو زندہ رکھتی ہیں۔ تعلیم الاسلام کالج کے ساتھ جو روایات اور اغراض وابستہ ہیں وہ یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

۳؍مارچ ۱۸۹۸ء کو قادیان میں تعلیم الاسلام سکول جاری ہوا۔ جس کے متعلق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو) نے فرمایا۔

"ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے۔ مروجہ تعلیم کو اس لئے ساتھ رکھا ہے تا کہ یہ علوم خادم دین ہوں۔ ہماری یہ غرض نہیں کہ ایف۔ اے یا بی۔ اے۔ پاس کر کے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ خدمت دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اور اس لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شائد دینی خدمت کے لئے کام آسکے۔"

اس کے بعد ۲۸؍مئی ۱۹۰۵ء کو تعلیم الاسلام کالج کا اجراء ہوا۔ اس افتتاح کا نظارہ بھی بڑا دلسوز اور سبق آموز تھا۔ حضور نے فرمایا۔

"جب افتتاح کا جلسہ ہوگا تو بیت الدعا میں جاکر دعا کروں گا"۔

چنانچہ کالج کا افتتاحی جلسہ ہوا اس موقعہ پر قرآن کریم۔ کرہ ارضی اور نیز سائبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے (حضرت مولانا نور الدین صاحب اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) جو بعد میں امام جماعت (الاول) ہوئے نے نصیحت فرمائی کہ "تم کو اس قرب الٰہی کے حاصل کرنے کی ضرورت ہے جس سے عرب کی نابود بستی بود ہو کر نظر آئی۔۔ وہ ذریعہ قرآن کریم ہے کہ جس سے اس کرہ پر ان کو حکمرانی حاصل ہوئی تھی۔ مگر اصل چیز یہ تھی کہ فضل الٰہی کا سائبان بھی ان پر تھا۔ کالج کی اصل غرض یہی ہے کہ دینی و دنیوی تربیت ہو پھر کتاب پر دستور العمل ہو بعد دیکھو کیا کامیابی ہوتی ہے"۔

اس افتتاح کے وقت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ کی آپ پر سلامتی نازل ہو) بیت الدعا میں دعا فرما رہے تھے اور حضور نے فرمایا۔

"اس کالج کے لئے بہت دعا کی خدا تعالیٰ قبول فرمائے"۔

غرض سکول کے بعد تعلیم الاسلام کالج مندرجہ بالا حالات میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق چاہتے ہوئے اور اسے (دین حق) کی ترقی کے لئے ایک ذریعہ جانتے ہوئے جاری ہوا اسی لئے اس کا نام تعلیم الاسلام کالج رکھا گیا۔ کچھ عرصہ تک جاری رہ کر یہ کالج بند ہو گیا۔ لیکن پھر ۱۹۴۴ء میں یہ کالج ایف اے کلاس تک جاری ہوا اور ۱۹۴۶ء میں بی۔ اے اور بی۔ ایس۔ سی کی کلاسیں جاری ہو گئیں۔ اور ۱۹۶۲ء میں ایم۔ اے کی کلاسز بھی شروع ہو گئیں۔

اس کالج کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہترین ماہرانِ تعلیم کی رہنمائی حاصل رہی ہے۔ اور جب حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے آکسن کو اللہ تعالیٰ نے امامت ثالثہ کے فرائض سپرد فرمائے تو کالج کی قیادت میرے پرانے دوست اور محترم قاضی محمد اسلم صاحب سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور کے سپرد ہوئی اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے جو کالج کے شامل حال ہوا۔

اس کالج کا ماحول بفضل خدا ہمیشہ (دینی) رہا ہے اور اس میں کبھی غیر دینی اثرات داخل نہیں ہو سکے علاوہ ازیں ہمارے ملک کے نامور ماہران تعلیم اور ممتاز مشاہیر کی تقریریں اور مشورے اس کالج کی ترقی کا باعث رہے ہیں۔ اور صحت مند ورزشیں اور علمی مقابلے پہلو بہ پہلو جاری رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے امتحانوں کے نتائج اور ورزشی کھیلوں کے نتائج دونوں لحاظ سے یہ کالج ممتاز اور نمایاں رہا ہے۔ اور ان سب باتوں سے بڑھ کر کثیر اشخاص اس کالج نے پیدا کئے جو دعوت الی اللہ کے لئے بیرونی ممالک میں گئے یا ملک و ملت کی خدمت میں مصروف رہے۔

طلباء کی تربیت ایسے ماحول میں ہوئی جہاں دن رات اللہ اور رسول کا ذکر بلند ہوتا رہا ہے۔ قرآن مجید کا درس نماز دن کی پابندی۔ اخلاق و آداب کی نگہداشت دستور العمل رہا ہے۔ اس ماحول میں طلباء تعلیم پاتے رہے ہیں۔ اور ان کی آنکھوں کے سامنے یہ نظارہ ہمیشہ رہا ہے کہ شاید ہی کوئی ہفتہ یا مہینہ خالی جاتا ہو جبکہ کوئی نہ کوئی احمدی مربی بیرونی ممالک میں کئی برس تک (دعوت الی اللہ) کر کے مرکز سلسلہ واپس نہ آتا ہو۔ اور ایک دوسرا مربی اس کی جگہ پر کرنے کے لئے سفر پر روانہ نہ ہوتا ہو استقبال اور الوداع کے یہ نظارے ہمیشہ ایمان افروز رہے ہیں۔ جن سے ایثار، عزم اور محبت کا سبق ملتا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کا تعلیمی اور تربیتی ماحول دنیا میں کسی اور جگہ پایا نہیں جاتا۔ اور جو دوست یہاں سے فارغ ہو کر جا رہے ہیں انہیں ایک مختلف ماحول سے واسطہ پڑے گا۔ اور ان کا فرض ہونا چاہیئے کہ جو دینی اور دنیوی تعلیم و تربیت انہوں نے یہاں حاصل کی ہے۔ اسے ہر حال میں دائم قائم رکھیں۔

دنیا میں عام طور پر دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو زمانے کی رو کے ساتھ بہہ جاتے ہیں اور اخلاقی قدریں کھو بیٹھتے ہیں ایسے لوگ ابن الوقت ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو غلط ماحول پر غالب آتے ہیں۔ اور (دینی) اقدار اور اخلاق کو قائم اور برقرار رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ ابو الوقت ہوتے ہیں۔ اور یہ (ایمان لانے والے) کی شان ہے کہ وہ ابن الوقت نہ ہو بلکہ ابو الوقت ہو۔ جو علم آپ نے حاصل کیا ہے دراصل وہ آئندہ علم حاصل کرنے کے لئے اور علمی خزانوں کو کھولنے کے لئے ایک کلید ہے۔ تحصیل علم سے انسان کو مرتے دم تک فارغ نہیں ہونا چاہیئے۔ اولین اور آخرین میں سب سے بڑے عالم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے لیکن آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی۔ (اے اللہ میرے علم کو بڑھا۔

تا بدیگراں مے رسد۔

علمی وسعتیں خصوصاً اس زمانے میں لامتناہی ہیں۔ اور انسان کی عمر تھوڑی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل علم اور اپنی کامل قدرت سے بنی نوع انسان کے لئے یہ انتظام فرمایا ہے کہ تمام سچے علوم، تمام ہدایتیں، تمام حکمتیں اور تمام سچے فلسفے قرآن شریف میں رکھ دیئے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا کہ (وہی ہے جس نے تمہاری طرف کتاب اتاری ہے تفصیل کے ساتھ) اور فرمایا کہ (تمہیں سب کچھ دیا گیا جو تم نے اس سے مانگا اگرچہ تم اس کی نعمتوں کو نہیں دیکھ سکتے اور انہیں شمار نہیں کر سکو گے) اور جب یہ علوم اور حکمتیں اللہ نے مسلمانوں کو دیں تو یہ بھی فرمایا کہ تمام کامیابیاں اور عزتیں اور سربلندیاں قرآن کریم کی تعلیم میں ہیں۔ (ہم نے تمہاری طرف کتاب اتاری ہے جس میں ذکر ہے تا کہ تم سمجھ سکو۔)

پس اگر قرآن شریف کو حرز جان بنائیں گے تو احساس کمتری کی بجائے احساس برتری آپ کے شامل حال رہے گا۔ اور موجودہ زمانے کے غلط فلسفے آپ کی نظر میں ہیچ ثابت ہوں گے۔ تاریخ شاہد ہے کہ قرآن شریف نے گذشتہ ۱۴۰۰ سال میں غلط فلسفوں، غلط تعلیمات اور غلط قوانین کو ہمیشہ شکست دی ہے اور وہ فرماتا ہے کہ (ہم حق کو باطل پر مارتے ہیں اور وہ بھاگ جاتا ہے)۔ اور اس زمانے میں دہریت کی رو ہو یا اشتراکیت کی لہر یا دوسرے فلسفے ان کے لئے مقدر ہے کہ قرآن شریف کا حربہ انہیں پاش پاش کر دے۔ جیسا کہ بانی سلسلہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ کی سلامتی آپ پر نازل ہوتی رہے) نے فرمایا ہے۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور دین حق کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے وہ آفتاب اپنے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں"۔

"دین حق کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں مرنا"۔

جب آپ اس کالج کی فضا سے نکلیں گے۔ تو آپ کو بعض ایسے لوگوں سے واسطہ پڑے گا۔ جنہوں نے (دین حق) کا مطالعہ نہیں کیا اور اشتراکیت وغیرہ قسم کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فلسفوں میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ اور آپ نادیدہ موزہ از پا کشیدہ کے مصداق ہیں اور (سراب ہے جسے پیاسا سمجھتا ہے کہ پانی ہے) کا شکار ہیں۔ اور سراب کو چشمہ آب سمجھ بیٹھے ہیں آپ کا فرض ہونا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کو (دینی) تعلیم سے آگاہ کریں اسی طرح معاشرے کا ایک طبقہ مغرب زدہ ہو چکا ہے۔ اور مختلف قسم کے ملاہی اور مناہی میں ملوث ہے۔ سینما کی دھت، جوئے کی لت وغیرہ ان کا جزو زندگی بن چکا ہے (دینی) اخلاق و اقدار سے وہ بے نیاز ہیں اور نہیں جانتے کہ خود اہل مغرب میں سے دانا لوگ ایسی باتوں سے روز بروز تنگ آ رہے ہیں۔ پچھلے دنوں مخدومی چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے یورپ کے ایک دانا آدمی سے ذکر کیا کہ مغربی ممالک میں جو عفت و حیا کا فقدان پایا جاتا ہے۔ کیا آپ اسے نہیں دیکھتے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ تاریخ کا فتویٰ ہے۔ کہ سلطنتوں کا زوال جن وجوہ سے ہوتا ہے وہ حالات اہل مغرب میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اور ہمارا زوال قریب ہے۔ یہ وہی بات ہے جو اللہ تعالیٰ کا دائمی قانون ہے۔ (اور جب ہم چاہتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کریں۔ جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں تو اس بستی کے صاحب ثروت افراد کو حکم دیتے ہیں تو وہ بستی میں نافرمانی پھیلا دیتے ہیں۔ تب اس بستی کے بارہ میں ہمارا قول پورا ہو جاتا ہے اور ہم اسے پوری طرح تباہ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح عربوں کی گذشتہ جنگ میں شکست کے متعلق شاہ مراکو نے صاف صاف کہا کہ عربوں کی شکست کا باعث اسلامی اقدار کو چھوڑنا ہوا ہے۔ حال ہی میں شاہ فیصل نے بھی یہ آواز بلند کی ہے کہ حجاز میں جو مغربی طور و طریق اثر انداز ہو رہا ہے۔ اسے سختی سے روکا جائے۔

اس بیان سے یہ غرض ہے کہ ہم قرآنی تعلیمات اور (دینی) تمدن کو ہر حال میں اختیار کریں۔ زمانے کے حالات سے عبرت حاصل کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہمارے ساتھ پورا ہو کہ (تم ہی اعلیٰ ہو اگر تم ایمان لانے والے ہو)۔ علاوہ ازیں اب آپ زندگی کے عملی میدان میں داخل ہو رہے ہیں اور تلاش معاش کا مرحلہ آپ کو پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ اسباب سے کام نہ لینا (دینی) تعلیم کے مطابق اس منعم حقیقی کی ناشکری ہے۔ لیکن کلی اسباب پر بھروسہ کرنا توحید باری کے منافی ہے۔ اس لئے (ایمان لانے والے) کی زندگی السعیٔ منی والاتمام من اللہ کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا۔۔۔۔۔۔۔

جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے کامیابی کا راستہ نکال دیتا ہے۔ اور اسے ایسے ذرائع سے رزق عطا کرتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے پس جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہے۔ اس تعلیم پر کامل ایمان ہونا چاہیئے اور مشکلات کا حل مشکلات میں داخل ہونے پر منحصر ہے۔ نہ کہ ان سے کنارہ کشی کرنے پر۔ مشکلات کے وقت تنہائی میں خدا سے دعا کرنا اور اسی سے مدد چاہنا اور اس میں استقامت دکھانا (ایمان لانے والے) کا شیوہ ہے۔

اس موقع پر حضرت امام جماعت الثانی کے ایک خط سے چند فقرات سنانا چاہتا ہوں۔ خاکسار نے ۱۹۲۱ء میں وکالت کا کام شروع کیا اور اس پیشے کی مکروہات کے متعلق حضور سے رہنمائی چاہی۔ تو حضور نے ارقام فرمایا "میں دعا کروں گا خدا تعالیٰ آپ کو رزق حلال کمانے کی توفیق عطا فرمائے میرا خیال ہے کہ کوئی پیشہ نہیں جس کو آدمی دلیری کے ساتھ اختیار کرے اور بددیانتی کرنے پر مجبور ہو۔ ہمیشہ دل کی کمزوری انسان کو بدی کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔ وہ مصائب کا زیادہ دیر تک مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور بعض دفعہ عین اس وقت نیکی کے درخت کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے جب کہ شگوفہ نکالنے کے لئے تیار ہی ہوتا ہے"۔ حضور کی یہ نصیحت ہم میں سے ہر شخص کے لئے مشعل ہدایت اور شمع راہ ہونی چاہیئے۔

اوپر ذکر ہوا ہے کہ قرآن شریف کو پڑھنا اور سمجھنا اور اس کی تعلیم پر کاربند ہونا ضروری ہے۔ قرآنی علوم کو سمجھنے کے لئے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے) کی کتب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ حضرت امام جماعت الثانی (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کی تشریح ظاہری اور باطنی علوم کا خزانہ ہے۔ اب وقت ہے کہ ان کا مطالعہ کیا جائے اور اسے جاری رکھا جائے۔

رپورٹ میں خاکسار سے متعلق تحقیق ام الالسنہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ ۱۹۱۴ء سے ہی خاکسار کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے) کی کتابوں سے عشق رہا ہے اور اسی سلسلے میں خاکسار نے حضور کی کتاب منن الرحمٰن کا غور سے مطالعہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نیا علم منکشف ہوا جس سے بقول ایک تبصرہ نگار پاکستان ٹائمز" جو چیز بظاہر ناممکن نظر آتی تھی ایک حسابی حقیقت کی طرح آسان ہو چکی ہے"۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضور کی کتابیں ظاہری اور باطنی علوم سے پر ہیں اور ان کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔

ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں۔ فرض کی ادائیگی میں راحت اور یاد خدا میں اطمینان ہے۔ سادہ زندگی دیانت و امانت کی ضامن ہے اور خوف خدا دنیوی اور اخروی زندگی میں جنت پانے کی علامت ہے۔ (جو اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

جو باتیں اوپر بیان کی گئی ہیں خدا کرے کہ ہمارے کالج کے طلباء کا نصب العین ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دینی اور دنیوی ترقیات عطا فرمائے۔ ان کی زندگی (دینی) تعلیمات کی آئینہ دار ہو۔ اور کالج کی نیک نامی میں اضافے کا موجب رہے اور ایسا ہو کہ ان کے اخلاق و اطوار سے ہمارا معاشرہ متاثر ہو۔ ان کی دیانت و امانت، راستی اور راست روی، تواضع اور انکسار، لوگوں سے حسن سلوک اور نیک معاملہ قابل رشک ہو اور وہ مملکت پاکستان کے لئے ایک مضبوط ستون کی حیثیت رکھیں۔ اور ملک و ملت کے جاں نثار اور وفادار خادم ثابت ہوں۔ اور تعلیم الاسلام کالج کے افتتاح کے وقت جو دعائیں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بیت الدعا میں اپنے رب سے کیں اور جو اغراض اس کالج کے حضور نے بیان فرمائے۔ وہ دعائیں اور وہ اغراض اس کالج میں تعلیم پانے والوں کے شامل حال رہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں اور اس کالج کو روز افزوں ترقی عطا کرے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے تمام جہانوں کے رب تو ایسا ہی کر۔

(مطبوعہ الفضل)

شذرات

نون۔ سین

کویتی ٹھیکے

کویت میں نئی کیبنٹ کی تشکیل کے سلسلے میں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ۱۵، مخالف لیڈروں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ کویت کی تعمیر نو کے لئے جلاوطنی کے ایام میں جو ٹھیکے دئے گئے تھے۔ انہیں منسوخ کیا جائے۔ ان رہنماؤں کا خیال ہے کہ یہ ٹھیکے دباؤ اور لالچ کے نتیجے میں صحیح طور پر اندازے لگا کر نہیں دئے گئے ان کا کہنا ہے کہ جب تک یہ ٹھیکے منسوخ نہیں کئے جائیں گے وہ کیبنٹ نہیں بننے دیں گے۔ یعنی نہ تو خود اس کے ممبر بنیں گے نہ ان سے تعاون کریں گے۔ یہ بات انہوں نے کراؤن پرنس جو وزیراعظم بھی ہیں سے کہی انہوں نے کہا کہ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ایک نمائندہ کمیٹی کی تشکیل دی جائے جس میں صرف ایسے کویتیوں کو شامل کیا جائے جن کی دیانتداری پر کسی کو کسی قسم کا اعتراض نہیں۔ تاکہ ان تمام ٹھیکوں پر نظر ثانی کرے جو جلا وطنی کے ایام میں دئے گئے تھے۔ یہ بات صلاح الہاشم نے بتائی ہے ان ٹھیکوں میں سے اکثر مغربی فرموں کو دئے گئے تھے اور صلاح الہاشم اور ان کے ساتھیوں کا خیال ہے کہ چونکہ اس وقت کویتی مغربی لوگوں کے دباؤ میں تھے۔ اس لئے انہیں صحیح اندازے لگائے بغیر ان کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ٹھیکے دے دئے حالانکہ جنگ میں مدد اور بات ہے اور تعمیر نو کے لئے ٹھیکے دینا اور بات ہے۔ ان دونوں کو اپنی اپنی جگہ پر رکھا جائے۔ تو ہر ٹھیکہ کام کا اندازہ کر کے ہی دیا جائے گا۔ جو ٹھیکے دئے جا چکے ہیں ان کی مالیت تقریباً ۲۰ ارب ڈالر ہے۔ جو لوگ اس وقت کویتی حکومت کی ٹھیکوں کے سلسلے میں مخالفت کر رہے ہیں ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ان ٹھیکوں میں مقامی حصہ دار صرف ان لوگوں کو بنایا گیا ہے جو شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاکہ سارے کا سارا فائدہ شاہی خاندان ہی کو پہنچے۔ کویت میں یہ قانون بھی رائج ہے کہ باہر کی کمپنیوں کو اگر ٹھیکے دئے جائیں یا جو بھی ان سے کام کروایا جائے اس میں ۵۱ فی صد حصہ مقامی لوگوں کا ہونا چاہیئے۔ اور اگر سارے کے سارے ٹھیکوں میں صرف شاہی خاندان کے افراد ہی کو شامل کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ باقی کویتیوں کو ان ٹھیکوں میں کسی صورت میں کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس مطالبے کو انہوں نے پارلیمنٹ کی تشکیل کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔ اس سے پہلے جو پارلیمنٹ تشکیل دی گئی تھی اس کو ایران، عراق کی جنگ کے دوران ۱۹۸۶ء میں تحلیل کر دیا گیا تھا۔ کہا یہ گیا تھا کہ ایک بیرونی سازش

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقعاتِ عالم

اسلام سے قبل اور اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تمام متمدّن دُنیا میں سب سے زیادہ طاقت ور اور سب سے زیادہ وسیع سلطنتیں دو تھیں، سلطنتِ فارس اور سلطنتِ روم اور یہ دونوں سلطنتیں عرب کے قریب واقع تھیں۔ سلطنت فارس عرب کے شمال مشرق میں تھی اور سلطنتِ روم شمال مغرب میں۔ چونکہ ان سلطنتوں کی سرحد ملتی تھی۔ اس لئے بعض اوقات ان کا آپس میں جنگ و جدل بھی ہو جاتا تھا۔ اس زمانے میں بھی جس کا اب ہم ذکر کر رہے ہیں یہ سلطنتیں برسرِ پیکار تھیں۔ اور سلطنتِ فارس نے سلطنتِ روم کو زیر کیا ہوا تھا۔ اور اس کے کئی قیمتی علاقے چھین لئے تھے۔ اور لڑائی برابر جاری چلی جاتی تھی۔ قریش چونکہ بُت پرست تھے اور فارس کا بھی قریبًا قریبًا یہی مذہب تھا اس لئے قریشِ مکہ فارس کی ان فتوحات پر بہت خوش تھے۔ مگر مسلمانوں کو سلطنتِ روم سے ہمدردی تھی کیونکہ رومی سلطنت عیسائی تھی۔ اور عیسائی بوجہ اہلِ کتاب ہونے اور حضرت مسیح ناصریؑ سے نسبت رکھنے کے بُت پرست اور مجوس اقوام کی نسبت مسلمانوں کے بہت قریب تھے۔ ایسے حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی فرمائی کہ گو اس وقت روم فارس سے مغلوب ہو رہا ہے مگر چند سال کے عرصہ میں وہ فارس پر غالب آجائے گا۔ اور اس دن مومن خوش ہوں گے۔ یہ پیشگوئی سُن کر مسلمانوں نے جن میں حضرت ابوبکرؓ کا نام خاص طور پر مذکور ہُوا ہے۔ مکہ میں عام اعلان کرنا شروع کیا کہ ہمارے خدا نے یہ بتایا ہے کہ عنقریب روم فارس پر غالب آئے گا۔ قریش نے جواب دیا کہ اگر یہ پیشگوئی سچی ہے تو آؤ شرط لگا لو۔ چونکہ اس وقت تک اسلام میں شرط لگانا ممنوع نہیں ہُوا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسے منظور کر لیا۔ اور رؤسائے قریش اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان چند اونٹوں کی ہار جیت پر شرط قرار پا گئی اور ۶ سال کی معیاد مقرر ہوئی مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ نے فرمایا "۶ سال کی معیاد مقرر کرنا غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو معیاد کے متعلق بضع سنین کے الفاظ فرمائے ہیں۔ جو عربی محاورہ کی رُو سے تین سے لے کر نو تک کے لئے بولے جاتے ہیں۔" یہ اس زمانے کی بات ہے جب آپ مکہ میں ہی مقیم تھے۔ اور ہجرت نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد مقررہ معیاد کے اندر اندر ہی جنگ نے اچانک پلٹا کھایا اور روم نے فارس کو زیر کر کے تھوڑے عرصے میں ہی اپنا تمام علاقہ واپس چھین لیا یہ ہجرت کے بعد کی بات ہے اس واقعے کا سر ولیم میور نے اپنی کتاب میں یوں ذکر کیا ہے کہ۔

"جب فارس کی فتوحات کا سیلاب ابھی تک برابر بڑھتا چلا جاتا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی تیئسویں سورۃ میں پیشگوئی کی کہ عنقریب روم فارس پر غالب آئے گا اور جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ واقعات نے اس پیشگوئی کو سچا ثابت کیا۔"

محلِ وقوع اور حدود اربعہ

براعظم ایشیا کے نقشہ پر اگر آپ نظر ڈالیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس کے جنوب مغرب میں ایک جزیرہ نما واقع ہے جو وسعتِ رقبہ کے لحاظ سے دنیا کے تمام جزیرہ نماؤں میں سے سب سے بڑا ہے۔ یہ عرب کا ملک ہے جہاں اسلام پیدا ہوا۔ اور جہاں اس نے اپنی طفولیت کے ایام گزارے۔ عرب کی وجہ تسمیہ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا نام عرب اسلئے پڑا ہے کہ عربی زبان اصول فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض محققین عربی کو اُمّ الالسنہ یعنی تمام زبانوں کی ماں قرار دیتے ہیں۔ اور چونکہ لفظ عرب کے روٹ میں فصاحت و بلاغت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اسلئے زبان کے بولنے والی قوم اور ملک کا نام عرب مشہور ہو گیا ہے۔ ایک دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ غیر آباد اور جنگلی حصہ کی زیادتی کی وجہ سے اس کا یہ نام پڑا ہے۔ کیونکہ عرب کے معنے ایک غیر ذی زرع علاقہ کے بھی ہیں۔

جائے وقوع کے لحاظ سے عرب کا ملک قریبًا نصف منطقہ حارہ میں واقع ہے اور نصف منطقہ معتدلہ میں گویا خطِ سرطان اس کے وسط سے گذرتا ہے۔ عرب کی جنوبی اور شمالی حدود علی الترتیب ۱۳ عرض بلد شمالی اور ۳۳ عرض بلد شمالی ہیں اور غربی اور شرقی حدود علی الترتیب ۳۳ اور ۶۰ طول بلد شرقی ہیں۔ حدود اربعہ عرب کی یہ ہیں۔ مشرق میں خلیج فارس اور خلیج عمان ہیں۔ مغرب میں بحر احمر ہے۔ جنوب میں بحرِ ہند ہے اور شمال میں شام اور عراق ہیں۔

شکل اور رقبہ

عرب کی شکل ایک بے قاعدہ مستطیل کی ہے جس کے تین طرف پانی ہے اور ایک طرف خشکی۔ ساحل کی لمبائی ملک کی وسعت کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ عمدہ بندرگاہوں کی کمی ہے۔ عرب کا رقبہ تقریبًا بارہ لاکھ مربع میل ہے اور طول اوسطاً سولہ سو میل ہے۔ اور عرض اوسطاً سات سو میل ہے۔ گو وسعت کے لحاظ سے عرب دنیا کے بڑے ملکوں میں سے ہے۔ لیکن آبادی پر نظر ڈالیں تو بعض چھوٹے سے چھوٹے ملک بھی اس سے بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ زمانہ میں بھی عرب کی مجموعی آبادی اسی لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔

سطحِ زمین

سطح زمین اور نوعیتِ اراضی کے لحاظ سے ماہرین جغرافیہ عرب کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

اوّل:۔ ساحلی علاقہ جو ہموار زمین پر مشتمل ہے اور باقی علاقوں سے معتدل ہے۔

دوم: پہاڑی علاقہ جسکے درمیان کی وادیاں گویا ملک کی جان ہیں

سوم:۔ صحرائی علاقہ جو بوجہ ریگستان ہونے کے عموماً بنجر اور غیر آباد ہے۔

عرب کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ شمالاً جنوبًا پہاڑوں کا ایک وسیع سلسلہ چلا گیا ہے۔ جسے جبل السراۃ کہتے ہیں۔ اس پہاڑی سلسلہ کی بعض چوٹیاں آٹھ ہزار بلکہ دس ہزار فٹ کی بلندی تک پہنچتی ہیں۔ مگر اوسطاً بلندی بہت کم ہے اس سلسلہ کے قریبًا وسط سے ایک اور پہاڑی سلسلہ جو دراصل کئی پہاڑی سلسلوں سے مرکب ہے اور شمالاً جنوبًا بھی دور تک پھیلا ہوا ہے۔ عرب کو دو ٹکڑوں میں کاٹتا ہوا ملک کے مشرقی ساحل کی طرف نکل گیا ہے۔ اس وسیع علاقہ کو جو عرب کے وسط میں واقع ہے اور سطح سمندر سے خاصا اونچا ہے سطح مرتفع نجد کہتے ہیں۔ اسکی اوسط بلندی چار ہزار فٹ سمجھی جاسکتی ہے۔ سطح مرتفع نجد کے شمال اور جنوب اور کچھ مشرق میں نہایت وسیع صحرا واقع ہیں۔ عرب کا شمالی صحرا بالآخر شمال میں صحرائے شام سے جا ملتا ہے اور جنوبی صحرا جو وسعت میں بہت بڑا ہے اور خالص ریگستان الربع الخالی کے نام سے مشہور ہے۔ عرب کے جنوب اور جنوب

باقی صـ۷ پر

ہماری تاریخ

قادیان سے جو مومن اور بچے سکھوں کی برستی گولیوں کے درمیان سے گذر کر گویا یقینی موت کے منہ سے بچ کر ٹرکوں کے ذریعے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں لاہور پہنچے تھے۔ ان کی رہائش اور قیام و خوراک کا انتظام بجائے خود ایک بہت کٹھن اور پیچیدہ مسئلہ تھا کیونکہ سلسلہ کا سارا نظام درہم برہم ہو چکا تھا۔ کارکنوں کی شدید قلت تھی۔ حضرت امام جماعت (الثانی) (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)۔ اور حضور کے اہل بیت خود مہاجر ہو کر پناہ گزینی کی حالت میں رتن باغ لاہور کی ایک ایسی کوٹھی میں مقیم تھے جو تعدادِ افراد کے مقابلہ میں بہت ہی چھوٹی اور ناکافی تھی۔ سامان کی اور جگہ کی سخت قلت تھی۔ اور ادھر ہزاروں کی تعداد میں جو مہاجرین مسلسل پہنچ رہے تھے ان کی غالب اکثریت عورتوں، بچوں اور ضعیف العمر اصحاب پر مشتمل تھی۔ ان میں سے بہت سے کمزور اور بیمار بھی تھے جو فوری توجہ اور علاج کے مستحق تھے۔ ان کے پاس نہ کافی کپڑے تھے۔ اور نہ بستر اور نہ دیگر سامان۔ مگر حضرت امام جماعت (الثانی) فضلِ عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کی ہدایات کے مطابق حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا کے زیرِ انتظام آنے والے مہاجروں کے اہل و عیال کو ہر ممکن آرام اور سہولت دینے کی کوشش کی گئی۔ پیشتر اس کے کہ یہ بتایا جائے کہ حضور اور حضور کے اہل بیت نے آنے والی عورتوں اور بچوں کی رہائش اور ان کی سہولت کے لئے کیا انتظامات کئے۔ یہ بتایا جاتا ہے کہ اس وقت خود حضور کے خاندان کی کیا حالت تھی۔ اور حضور نے اپنے خاندان کے افراد کے لئے خورونوش کا کیا انتظام فرمایا۔ اس کی تفصیل بتاتے ہوئے خود حضور (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے فرمایا کہ:۔

"ہم جب قادیان سے آئے تو اس وقت ہمارے خاندان کی تمام جائیدادیں پیچھے رہ گئی تھیں۔ اور ہمارے پاس کوئی روپیہ نہیں تھا۔ بعض دوستوں کی امانت کا صرف ۹۰۰ روپیہ میرے پاس تھا۔ ادھر ہمارے سارے خاندان کے دو سو کے قریب افراد تھے۔ اور ان میں سے کسی کے پاس روپیہ نہیں تھا۔ اس حالت میں بھی

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگاں

امۃ الباری ناصر

محترمہ اقبال بیگم صاحبہ

آپا اقبال فوت ہوگئیں۔ ایک خبر جس نے گہرے غم کی رَو رگ وپے میں دوڑادی۔ ماں کی طرح شفیق دُعائیں کرنے اور بے لوث چاہتوں کے خزانے لٹانے والی بزرگ ہستی ہم میں نہیں رہیں۔ اپنے حصے کے سارے سُکھ اور سارے دُکھ بھوگ کر سفرِ آخرت پر روانہ ہوگئیں۔ آپا اقبال فوت ہو گئیں کچھ ایسا بُرا بھی نہیں ہُوا اب ان کو سکون کی ضرورت تھی اور یہ دُنیا سکون دینے میں بڑی بخیل ہو گئی تھی۔ اُن کو پیار کرنے کی عادت سی تھی خاص طور پر خدمتِ سلسلہ کرنے والوں کے لئے اُن کے دل میں بہت قدر تھی اس ناطے اُن کے عزیزوں کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ دین کے لئے گہری عقیدت نے انہیں صرف اور صرف ایک خدائے واحد پر توکّل کرنے کا سلیقہ دیا تھا۔ اور یہ جذبہ ایسا حوصلہ پیدا کرتا ہے جو ایک احمدی عورت میں بہادرانہ بے خوفی کو جنم دیتا ہے۔ آپا اقبال اس ایمانی شجاعت کی مثال تھیں۔ خدمت سلسلہ کے لئے ہر دم پا بہ رکاب رہتیں۔ موسم کی سختیاں، بڑھتی ہوئی عمر کے عوارض دیگر گھریلو ذمہ داریاں انہیں سُست گام نہ کر سکتیں۔

میں شادی کے بعد کراچی آئی تو احمدیہ ہال کی گیلری میں سب سے زیادہ شفیق چہرہ انہیں کا پایا۔ بیٹوں سے پیار تو سب کرتے ہیں۔ بیٹیوں کی تکریم کرتے ان کو دیکھا۔ ایک دن فون پر اصرار کر بیٹھی کہ "آپ کا انٹرویو لینا ہے آپ ہمارے گھر آجائیں۔" دیر تک دعائیں دینے کے بعد کہا "میں آجاؤں گی مگر میں ایک حقیر کمزور انسان ہوں انٹرویو وغیرہ کے قابل نہیں۔" اور جب وہ ہمارے گھر آئیں تو میں نے پوچھا اچھا میں آپ کا انٹرویو نہیں لوں گی آپ صرف یہ بتا دیں کہ آپ کے والد صاحب کا کیا نام تھا؟ کچھ خاندانی حالات کے بارے میں بھی بتائیں۔

آپا اقبال نے بتایا:۔

میرا تعلق شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے خاندان سے ہے جن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُن کی حویلی میں جو شیخ مہر علی کے طویلے کے نام سے مشہور تھی۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ نے چالیس روز تک چلّہ فرمایا۔ میں شیخ مہر علی صاحب کے چھوٹے بھائی غلام غوث صاحب کی پوتی ہوں۔ میرے والد کا نام شیخ غلام احمد صاحب تھا۔ میرے والد صاحب کے دو بھائی تھے۔ شیخ عمر دین صاحب اور شیخ فضل دین صاحب۔ ان کی ایک ہمشیرہ عمر بی بی تھیں۔ میں پیدائشی احمدی ہوں۔ میری والدہ کا نام زینب بی بی صاحبہ تھا۔ میرے والد صاحب امرتسر میں ایس پی تھے۔ مخالفت بہت زیادہ ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ ایک کنواں جو مسجد شیخ مہر علی (رئیس ہوشیار پور) کے ساتھ خود بنوایا تھا لوگ اس کا پانی بھی استعمال نہیں کرنے دیتے تھے پہلے ہمارے تایا احمدی ہوئے۔ اپنے گھر میں شدید مخالفت کا سامنا کیا۔ پھوپھی جان سب سے زیادہ کٹر مخالف تھیں۔ امرتسر سے مولویوں کو بلواتیں اور تایا جان قادیان سے علماء کرام کو بلاتے۔ لمبے لمبے مباحثے ہوتے۔ درختوں کے نیچے محفل سی لگ جاتی بہت لوگ جمع ہو جاتے اور دیر تک مذہبی گفتگو دلائل جواب دلائل کا سلسلہ چلتا۔ ہمارے والد صاحب کی شادی حضرت امام جماعت (اوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے کے زمانہ میں ہوئی۔ ہماری والدہ پردہ کی سخت پابند تھیں۔ گھر سے نکلتیں تو پہلے تانگے پر ارد گرد چادریں لگا دی جاتیں۔ ہاتھی دروازے میں جمعہ کی نماز ہوتی۔

آپا اقبال دُور تصورات میں کھو گئیں خاموشی کو توڑتے ہوئے میں نے پوچھا "ان محفلوں کا وہاں کے لوگوں پر کیا اثر ہُوا؟"

سب سے بڑا اثر تو یہ ہُوا کہ پھوپھی جان احمدی ہوگئیں۔ اکثر افسوس کیا کرتیں کہ مخالفت میں حد سے بڑھ جاتی تھی۔ وہ دن یاد کر کے رو دیا کرتیں۔ چرخہ کاتا کرتیں اور آنسو پونچھتی جاتیں۔

وفات سے چھ ماہ قبل قادیان آگئیں کہ مَروں تو قادیان میں مَروں۔ بہشتی مقبرہ کی خاص چار دیواری کے باہر قبر ہے جس پر عمر بی بی لکھا ہُوا ہے۔ یہ میری پھوپھی کی قبر ہے۔"

"گھر کی ابتدائی تربیت میں آپ کو کس بات کا زیادہ دخل محسوس ہوتا ہے؟ میرے اگلے سوال پر آپا اقبال نے بتایا:۔

"میری والدہ پردے کی سخت پابند تھیں سکول بھی پردے والے تانگے میں جاتے پھر ناصرات اور لجنہ کے اجلاسوں میں بھی پردہ کی پابندی کی عادت پڑی جو فطرت میں شامل ہو گئی۔"

آپ کے بھائی کتنے ہیں؟

ہم پانچ بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ ملک بشیر احمد صاحب (سابق مالک نبودے) ڈاکٹر نذیر احمد صاحب۔ ڈاکٹر محمد احمد صاحب جن کا طارق روڈ پر کلینک ہے۔ محمود احمد صاحب کمرشل افیسر اور کمانڈر ناصر احمد صاحب۔

آپ کی شادی کیسے ہوئی؟

"میں نے نویں کلاس تک پڑھا۔ اور احمد نور صاحب کابلی صاحب کے بھتیجے گل نور صاحب نے رشتہ کروایا۔ سیّد عبدالرحیم دہلوی صاحب (رفیق) کے بیٹے سیّد سعید خالد صاحب سے شادی ہوئی۔ اُس وقت ریلوے میں ملازم تھے۔ میرے شوہر کی پرورش حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے گھر پر ہوئی تھی اس لئے مجھے اس مبارک خاندان سے بہت پیار ملا۔ میری شادی حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی والدہ محترمہ کی وفات کے کچھ عرصے بعد لاہور میں ہوئی تھی۔ میرے شوہر پابندی سے حضرت فضل عمر کی مجالس عرفان میں شامل ہوتے۔ ایک مجلس میں زندگی وقف کرنے کی تحریک کا سُنا اور فارم پُر کر آئے۔ مجھے بعض خواتین نے ڈرایا کہ تمہیں علم ہے واقفِ زندگی کی تنخواہ کیا ہوتی ہے۔ میں نے بہت دُعا کی۔ خواب میں دیکھا میرے سب سے بڑے بھائی بشیر آئے ہیں ایک برآمدہ ہے جس کے چاروں طرف طاقچے بنے ہیں۔ ہر طاقچے میں چاندی کی طرح چمکتے دو دو گھڑے ہیں جن کے درمیان منقش گلاس رکھے ہیں۔ بھائی صاحب کہتے ہیں پانی پلاؤ۔ میں نلکا چلاتی ہوں پانی کی موٹی دھار نکلتی ہے۔ میں نے یہ خواب حضرت فضل عمر کو سُنائی۔ آپ نے فرمایا "مبشر خواب ہے"۔ میری ساری پریشانی ختم ہوگئی میں نے سعید صاحب کو کہا آپ شوق سے زندگی وقف کریں۔ میں آپ کا ساتھ دوں گی۔ چنانچہ زندگی وقف کر کے قادیان آگئے۔ چھوٹی بیگم صاحبہ نے ماں کی طرح پیار دیا۔ حضرت فضل عمر نے گیہوں دو بوریاں عمدہ چاول اور چینی بھجوادی۔ قادیان جنت کی طرح پُر سکون تھا ایک دوسرے سے ماں جائے کی طرح پیار تھا۔ ہماری رہائش دار الفضل میں میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں والے کے گھر کے قریب تھی۔ سعید صاحب کو فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں کام ملا۔ قادیان سے باہر جانا ہوتا تو میں اکیلی رہ جاتی۔ میری طرح اور بھی کئی عورتیں اکیلی رہتی تھیں۔ جماعت سب کا خیال رکھتی۔ مجھے یاد ہے میں سرہانے ڈنڈا رکھ کر صحن میں بے خوف سو جاتی۔ ایک دفعہ اس ڈنڈے سے ڈیڑھ گز کے قریب لمبا سانپ مارا۔

بشریٰ داؤد صاحبہ کے ماموں حکیم عبدالواحد صاحب نماز کے لئے صبح صبح سب کو جگاتے ہوئے جاتے۔ قادیان کے زمانے کا لطف بیان نہیں ہو سکتا۔

بشریٰ دہلی میں پیدا ہوئی۔ پھر رشید طارق پیدا ہوئے۔ پاکستان ہندوستان بنا تو ہم آخری کنوائے میں آئے۔ ایک دفعہ پھر ہجرت کرنے سے ہمارے پاس صرف تن کے کپڑے تھے جو دھامل بلڈنگ میں رہائش پذیر ہوئے۔"

ایک نشست میں اس قدر انٹرویو لے سکی۔ پھر حالات نے اکٹھے مل بیٹھنے کی مہلت نہ دی جو باتیں اُن سے نہ پوچھ سکی اپنے ناقص علم کے مطابق لکھتی ہوں۔

آپا اقبال صاحبہ نے لجنہ کی طویل عرصہ تک مختلف عہدوں پر خدمت کی۔ وہ قیادت نمبر ایک کی نگران رہیں۔ اور اس عہدے کے فرائض کو اچھی طرح نبھایا کہ فعّال کارکنات کی ایک ٹیم تیار کر لی اور اکثر لجنات میں اوّل پوزیشن لیتی رہیں۔ کام میں کسی مجبوری کو حائل نہ ہوتے دیتیں ان کا ذہن انقلابی منصوبے سوچتا کبھی وہ اپنی قیادت کی کسی ممبر کی بیمار پُرسی کے لئے لمبی بسیں بدل بدل کر جاتیں اور کبھی رپورٹ میں سُستی پر تادیب کرتیں۔ جب بچے چھوٹے تھے گھر میں تالا لگا کر بچوں کو بند کر کے اجلاس پر چلی جاتیں۔

جاتے وقت یہ احتیاط ضرور کرتیں کہ گیس اور بجلی بند کر دیں۔ ماچس اور چھُریاں چھُپا دیں۔ بڑے بیٹے رشید طارق سرگرم خادم دین تھے۔ پہلے سعید صاحب کا انتقال ہو گیا پھر جوان بیٹے کا ہارٹ فیل ہو گیا۔ آپا اقبال اُس کی زندگی کی ساتھی کی تلاش میں تھیں مگر قدرت کو اُس کی زندگی ہی منظور نہ تھی۔ ساتھی کہاں سے ملتی۔ آپا اقبال نے ہر صدمہ صبر سے برداشت کیا۔ اپنے بیٹے کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے بڑی بڑی مالی قربانیاں دیں۔ امامِ وقت سے گہری محبت و عقیدت اُن کا خاص وصف تھا۔ بیٹیاں سادگی سے پالیں اور سادگی سے رخصت کر دیں۔ خدا تعالیٰ اُن کی اولاد کو اپنے خاص حفظ و امان میں

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دُعا:۔ مکرم چوہدری ظفر احمد صاحب کاہلوں بیمار ہیں اور علاج کیلئے کینیڈا گئے ہیں۔

○ مکرم ڈاکٹر محمد احسن خان صاحب آمین جماعت احمدیہ راولپنڈی کی بیگم صاحبہ خون کی کمی اور مختلف عوارض کی وجہ سے علیل ہیں

○ محترمہ مسز ناصر ملک صاحبہ گلشن اقبال کراچی کچھ عرصہ سے مختلف عوارض میں مبتلاء ہیں۔

○ محترمہ خورشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمد اسماعیل صاحب آف چمن بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ پہلے سے افاقہ ہے۔

○ مکرم داؤد احمد نفیس صاحب معلم وقفِ جدید کی والدہ صاحبہ کے یکے بعد دیگرے تین اپریشن ہوئے ہیں اپریشن کی پیچیدگیوں کی وجہ سے صحت بہت خراب ہے۔

احباب ان سب کی جلد شفایابی اور کامل صحت و تندرستی کے لئے دعا کریں۔

سانحۂ ارتحال:۔ مکرم محمد اسحاق صاحب ساکن چونترہ ضلع راولپنڈی کا بیٹا عزیزم کامران ۱۶؍مارچ ۹۱ء کو ۱۷½ سال کی عمر میں وفات پا گیا۔ عزیز ایک عرصہ سے بعارضہ فالج بیمار تھا۔ قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے

○ مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب امیر حلقہ ڈگری گھمناں ضلع سیالکوٹ تقریباً دس روز فضلِ عمر ہسپتال میں زیرِ علاج رہنے کے بعد مورخہ ۴؍اپریل کو وفات پا گئے۔ آپ مکرم عبداللطیف خان صاحب محلہ دارالعلوم وسطی ربوہ کے خسر تھے۔ موصوف موصی تھے۔ اسی روز ۹ بجے صبح مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں آپ کی نمازہ جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل نے دعا کرائی۔

احباب ان کی بلندئ درجات کے لئے دعا کریں۔

نمایاں کامیابی

عزیزہ قرۃ العین تالپور بنت مکرم میر مبارک احمد صاحب تالپور نے ایم ایس سی جغرافیہ میں کراچی یونیورسٹی سے فرسٹ پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس سے پہلے بی ایس سی (آنرز) میں بھی عزیزہ نے آرٹس اور سائنس دونوں گروپوں میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے تھے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی عزیزہ کو دینی اور دنیاوی ترقیوں سے نوازے۔

ضرورت اساتذہ:۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں طلباء کو "OXFORD STREAMLINE COURSES" پڑھانے کے لئے موزوں اساتذہ کی ضرورت ہے۔ جو دوست یہ خدمت بجا لاسکتے ہوں وہ خاکسار سے رابطہ کریں۔ (وکیل التعلیم تحریک جدید

اعلان دارالقضاء

(چوہدری نصر اللہ خان باجوہ صاحب بابت ترکہ چوہدری غلام سرور صاحب)

○ مکرم چوہدری نصر اللہ خان صاحب باجوہ چک نمبر ۵۵-۲ ایل ڈاکخانہ و تحصیل و ضلع اوکاڑہ نے درخواست دی ہے کہ ان کے والد مکرم چوہدری غلام سرور صاحب ولد چوہدری صوبے خان صاحب بقضائے الٰہی وفات پا چکے ہیں۔ لہٰذا ان کے قطعات ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵ محلہ دارالیمن ربوہ مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق اُن کے ورثاء میں تقسیم کئے جائیں:

۱:۔ چوہدری نصر اللہ خان صاحب (پسر) پلاٹ نمبر ۱۴

۲:۔ امۃ القیوم صاحبہ (دختر) } بحصہ مساوی پلاٹ نمبر ۱۲
۳:۔ امۃ الحفیظ صاحبہ (دختر) }

۴:۔ چوہدری منصور خان صاحب (پسر) ½ حصہ }
۵:۔ ناصرہ بیگم صاحبہ (دختر) ¼ حصہ } پلاٹ نمبر ۱۳
۶:۔ مبارکہ بیگم صاحبہ (دختر) ¼ حصہ }

۷:۔ چوہدری غلام اللہ صاحب پلاٹ نمبر ۱۵

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس تقسیم/انتقال پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

تقریبِ شادی:۔ مکرم محمد منشا صاحب واہ کینٹ ابن مکرم ڈاکٹر عبدالواحد صاحب ربوہ کی شادی مورخہ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو ربوہ میں منعقد ہوئی۔ ان کا نکاح مکرمہ بصیرت اسلام صاحبہ دُختر مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب سارچوری کے ہمراہ مکرم مولوی محمد دین صاحب نے بیت الخلیل ربوہ میں دس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔

اگلے روز دعوتِ ولیمہ دارالعلوم شرقی میں منعقد ہوئی۔ دعوت کے آخر پر مکرم ماسٹر عبدالحمید صاحب صدر محلہ دارالعلوم شرقی نے دعا کرائی۔

○ مکرم عبدالشکور صاحب ابن مکرم میاں عبدالحیٔ صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کی شادی عزیزہ توصیف فرحانہ صاحبہ بنت مکرم عبدالمالک خان صاحب سواتی حال راولپنڈی کے ہمراہ مورخہ ۶۔ جولائی ۱۹۹۰ء کو اسلام آباد میں انجام پائی۔ ان کا نکاح مورخہ ۳۰۔ اپریل ۱۹۹۰ء کو مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے بعد نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں پڑھا تھا۔

دعوت ولیمہ ۸۔ جولائی کو ایوانِ محمود ربوہ میں ہوئی۔ جس کے اختتام پر حضرت مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے دعا کرائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔

بقیہ: ص۶ سے آگے

رکھے۔ اُن کے نیک نقوشِ قدم ہمیں راستہ دکھاتے رہیں۔ میں آپا اقبال کی خاص طور پر اس لئے بھی ممنون ہوں کہ ۱۹۸۰ء میں اسلام آباد سے کراچی منتقل ہونے پر انہوں نے مجھے قیادت کا ہیں جنرل سیکرٹری کا عہدہ دے کر خدمت کی سعادت حاصل کرنے کا موقع دیا۔ رشید طارق کی وفات کے بعد کئی نوع کے دُکھوں نے انہیں گھیرے رکھا مگر میں جب بھی فون کرتی یا ملتی اور پوچھتی آپا اقبال کیا حال ہے کہتیں۔ اللہ کا شکر ہے۔ خدا تمہیں خوش رکھے۔ دین و دُنیا کی ہر نعمت سے نوازے۔ ناصر کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ بچوں کو اعلیٰ کامیابیاں دے۔

اے اللہ! آپا اقبال کو اُونچے درجے عطا کرنا۔ اُن کے سب بچوں کا خود محافظ ہو جانا۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

مشرق میں خاصے اونچے پہاڑی سلسلے ہیں چنانچہ عمان کی بعض چوٹیاں دس ہزار فٹ کی بلندی کو پہنچتی ہیں۔

عرب میں قابلِ ذکر دریا کوئی بھی نہیں۔ ہاں وادیاں اور برساتی نالے ہیں جو بارش کے وقت بہ نکلتے ہیں اور بعض اوقات سیلاب کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر عام طور پر پانی کی اس قدر قلت ہے کہ بعض جگہ سینکڑوں میل تک پانی نہیں ملتا۔ کہیں کہیں چشمے ہیں اور انہی پر تمام آبادی کی سیرابی کا دارومدار ہے ایسے چشمے جن کے ارد گرد درخت اور باغات لگائے جاتے ہیں۔ اور ان کے چاروں طرف میلوں میل تک بنجر صحرا ہوتا ہے۔ نخلستان کہلاتے ہیں۔ جو عرب میں ایک خاص نعمت سمجھے جاتے ہیں۔ عرب میں یمن کا علاقہ سب سے زیادہ زرخیز اور شاداب ہے اور دوسرے علاقہ جات کی نسبت اس میں نالوں اور چشموں کی بھی کثرت ہے۔ اسی طرح مکہ سے جنوب مشرق کی طرف بیس میل کے فاصلہ پر طائف کا علاقہ بھی ایک زرخیز اور خوشگوار علاقہ ہے جس میں اعلیٰ درجہ کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔

بقیہ: ص۴ سے آگے

کے ذریعے کویت کو برباد کیا جا رہا ہے۔ اس حزب اختلاف کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ شروع شروع میں ایک قومی حکومت بنائی جائے تاکہ ملک کے تمام لوگ متحد ہو کر تعمیر نو کا کام کر سکیں اور اس نئی حکومت میں شاہی خاندان کے افراد کی اکثریت نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ شاہی خاندان گذشتہ ۲۵۰ سال سے اقتدار میں ہے۔ ایسے مطالبے کرنے والے کئی گروہ ہیں جن کا آپس میں پوری طرح اتحاد تو نہیں۔ لیکن مطالبات ایک جیسے ہیں اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ یہ سب گروہ متحد ہو کر شاہی خاندان کی طرف سے تشکیل دی جانے والی پارلیمنٹ کی مخالفت کریں۔

بقیہ: واقعاتِ عالم ص۵ سے آگے

مَیں نے یہ نہیں کیا کہ لنگر سے کھانا منگوانا شروع کر دوں بلکہ مَیں نے یہ سمجھا کہ وہ خدا جو پہلے دیتا رہا ہے اب بھی دے گا چنانچہ مَیں نے اپنے خاندان کے سب افراد سے کہا کہ تم فکر مت کرو۔ سب کا کھانا اکٹھا تیار ہُوا کرے گا۔ اور ایسا ہی ہُوا۔ اپنے خاندان کے تمام افراد کے کھانے کا انتظام مَیں نے کیا اور برابر کئی ماہ تک اس بوجھ کو اُٹھایا۔ آخر کسی نے چھ ماہ کے بعد اور کسی نے ۹ نو ماہ کے بعد اپنے اپنے کھانے کا الگ انتظام کیا اس عرصہ میں وہ لوگ جن کا روپیہ میرے پاس امانتاً پڑا ہُوا تھا۔ وہ بھی اپنا روپیہ لے گئے اور مجھے خدا نے اس طرح دیا کہ ہمیں کبھی محسوس نہیں ہُوا کہ ہم کوئی اور تدبیر ایسی اختیار کریں جس سے ہماری روٹی کا انتظام ہو۔ میں جب تک لاہور نہیں پہنچا ہمارے خاندان کے لئے لنگر سے کھانا آتا رہا۔ مگر جہاں تک مجھے علم ہے اس کی بھی لنگر کو قیمت ادا کر دی گئی تھی۔ اور اس کے بعد اپنے خاندان کے ۲۰۰ افراد کا بوجھ اٹھایا حالانکہ اس وقت ماہوار خرچ کھانے کا کئی ہزار روپیہ تھا۔ غرض خدا دیتا چلا گیا۔ اور میں خرچ کرتا چلا گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم کو تدبّر سے پڑھو

سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:
"قرآن کریم کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔" (کشتیٔ نوح)

اس بابرکت ارشاد کی تعمیل کے لئے رمضان شریف کے خصوصی موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد و تعلیم القرآن وقف عارضی ربوہ)

خدا تعالیٰ کی عبادت

"جب تک زمین پر تم خدا کی عبادت کو قائم نہیں کرو گے آسمان پر تم نجات یافتہ نہیں لکھے جاؤ گے۔ اس لئے زمین پر عبادتوں کو قائم کرو۔

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ خدا کی عبادت کو از سرِ نَو قائم کیا جائے۔ اگر تم حضرت اقدس کے سچّے خادم ہو۔ اگر تم حضرت اقدس کے ساتھ وفا کرتے ہو۔ تو زمین پر اس خدا کی عبادت کو قائم کرو جو آسمان پر ہے۔ مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ پھر تم آسمان پر خدا کے عبادت گزار بندوں میں لکھے جاؤ گے اور حضرت اقدس بانی سلسلہ کی نجات یافتہ جماعت میں داخل ہو گے۔"

(حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

روائتی زیورات جدید فیشن کیساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون
دکان: ۶۴۹
رہائش: ۸۴۱

لاہور میں لیزر پرنٹر پر اردو خط نستعلیق اور نسخ میں کمپوزنگ کرنیوالا سب سے پرانا ادارہ
آپ کا اپنا
سِلور لنک کمپوزنگ سنٹر

کتب، میگزین، رسالہ جات و دیگر مسوداجات کی اُردو اور انگلش کمپیوٹرائز کمپوزنگ بارعایت اور اعلیٰ کوالٹی میں نیز وزیٹنگ کارڈ، لیٹر ہیڈ اور ہر قسم کی پرنٹنگ کے لئے تشریف لائیں۔
کمپیوٹر پروگرامنگ کی کلاسز صبح و شام۔
پابندیٔ وقت ہمارا نصب العین
رضیہ محل نمبر ۲ رائل پارک لاہور فون نمبر ۸۶۹۸۸۷
Concept Advertisers

صاحبِ اولاد
اپنے پھول سے بچّوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں۔

۔ چھوٹا قد کورس	۱۰۰/-	DWARFISHNESS COURSE
۔ بول بستری کورس	۳۵/-	BED URINE COURSE
۔ مٹی چھوڑ کورس	۲۰/-	MITTI CHHOURE COURSE
۔ بے بی گروتھ کورس	۳۰/-	BABY GROWTH COURSE
۔ سوکھا پن کورس	۵۰/-	MARASMAS COURSE
۔ بے بی ٹانک	۱۰/-	BABY TONIC
۔ آہستہ دانت نکالنا کیور	۲۰/-	SLOW DENTITION CURE
۔ بے ترتیب دانت کیور	۲۰/-	IRREGULAR TEETH CURE

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کے لئے معقول کمیشن
تین صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) **کمپنی** رجسٹرڈ **ربوہ** فون: ۶۰۶، ۷۷۱

مُلکی خبریں

○ پاکستان کے وزیر اعظم نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ قرآن وسنت پاکستان کا سپریم لاء ہوں گے شریعت بل اور قرآن کو سپریم لاء کی حیثیت دینے کے لئے فوری طور پر آئین میں ترمیم کے لئے دو بل پیش کئے جا رہے ہیں۔ وزیر اعظم نے کہا کہ میں نے یہ فیصلہ کسی فرد گروہ یا طاقت سے مرعوب ہو کر نہیں بلکہ انسانی المیوں سے نجات کی خاطر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شریعت بل پیش کیا جائے گا وزیر اعظم کا خطاب ریڈیو اور ٹی وی پر براہِ راست نشر کیا گیا۔

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ قرآن وسنت کو سپریم لاء بنانے میں حکومت سے تعاون کیا جائے گا۔

○ ممتاز قانون دان افضل حیدر نے کہا ہے کہ وزیر اعظم کا یہ اعلان مبہم ہے۔ قرآن وسنت کو تو پہلے ہی بالادستی حاصل ہے۔ بزرگ مسلم لیگی لیڈر احمد سعید کرمانی نے سوال کیا ہے کہ صدر اور وزیر اعظم میں سے امیر المومنین کون ہو گا۔ کون سا مسلک نافذ کیا جائے گا۔ پیپلز پارٹی کے قیوم نظامی نے کہا کہ خوبصورت الفاظ سے قوم کو بے وقوف بنایا گیا ہے۔

○ کراچی سے فیصل آباد پہنچنے والے پی آئی اے کے طیارے کے ٹائر نہ کھل سکے طیارہ فضا میں چکر لگا کر واپس چلا گیا۔

○ مقامی مجسٹریٹ کی عدالت میں وکیل استغاثہ نے مفتی محمد حسین نعیمی کے خلاف دلائل دیتے ہوئے کہا کہ قرآن وسنت سے متصادم کسی صحابی کا قول حدیث نہیں ہو سکتی۔

○ جھنگ کے ایک مدرسہ کے عالم نے فتویٰ دیا ہے کہ قاضی حسین احمد عبد الستار نیازی اور مولانا شیرانی کے نکاح شیعہ عالم ساجد نقوی کی امامت میں نماز پڑھنے سے ٹوٹ گئے ہیں۔

جدید ترین۔ باسہولت۔ بہترین
عزیز ایجیکیو رجسٹرڈ کی معیاری پیش کش
ڈیپ ویل واٹر پمپ
سکشن: ۵۰ فٹ ڈیلیوری: ۵۰ فٹ
۳/۴" x ۱" سے لے کر ۴" x ۵" گنجائش کنواں کھودنے کی ضرورت نہیں۔ مکمل گارنٹی اور بعد از فروخت سروس۔ مکمل میٹریل۔ بورنگ اور نلکی فٹنگ کی سہولت۔
خان سینیٹری ورکس اقصیٰ روڈ۔ ربوہ فون ۸۳۱

غیر مُلکی خبریں

○ ایران نے بتایا ہے کہ عراق میں کل ۳۵ لاکھ مہاجرین ہیں جن میں سے ۱۲ لاکھ کرد مہاجر ہیں۔ ایران نے دنیا بھر سے ان مہاجرین کی امداد کی اپیل کی ہے۔

○ بنگلہ دیش سے تجارتی اور پارلیمانی وفود پاکستان کا دورہ کریں گے۔ یہ بات وفاقی وزیر مسٹر ہزار خان بجارانی نے بنگلہ دیش کے دورے سے واپسی پر کہی۔

○ عراق اور کویت کی سرحد کی نگرانی امن فوج کرے گی۔ اقوام متحدہ کی یہ امن فوج آتے ہی علاقے سے اتحادیوں کی افواج کی واپسی شروع ہو جائے گی۔ امن فوج کی ۱۴ سو کی نفری میں ۳۰۰ فوجی مبصر، پیدل فوج اور ایک فضائی دستہ شامل ہو گا۔ اس میں طیارے اور ہیلی کاپٹر بھی شامل ہوں گے۔

○ امریکی ترجمان نے اعلان کیا ہے کہ خلیج سے امریکی بّری فوج کی واپسی کے بعد امریکی طیارے نگرانی کی پروازیں جاری رکھیں گے۔

○ امریکہ اور اسرائیل فلسطینی تنظیم آزادی کی غیر موجودگی میں مشرق وسطیٰ کی امن کانفرنس بلانے پر راضی ہو گئے ہیں فریقین نے دعویٰ کیا ہے کہ تنازعہ کا حل ڈھونڈ لیا گیا ہے۔ اس کے مطابق کوئی فلسطینی ریاست نہیں بننے دی جائے گی۔

○ مغربی پنجاب میں سکھوں نے اپنے خلاف ایک جلسے پر فائرنگ کر کے کم از کم ۱۸ افراد کو ہلاک کر دیا۔

○ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری مسٹر کوئیار نے کہا ہے کہ کردوں کے لئے محفوظ علاقے کا قیام خود کردوں کی بہتری میں ہو گا۔

○ امریکی وزیر دفاع نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کی امن فوج میں امریکی بھی شامل ہوں گے اس طرح امریکی افواج کویت اور عراق کے کی نگرانی کر سکیں گے۔

○ فلپائن کی سابق خاتون اول امیلڈا مارکوس نے فلپائن کے وزیر خارجہ اور کئی دیگر افسروں پر ساڑھے تین کروڑ ڈالر کے ہرجانے کا دعویٰ کر دیا ہے۔

پتہ